

از عدالت عظمیٰ

10 فروری 1954

راجھمنڈری الیکٹریک سپلائی کارپوریشن لمیٹڈ۔

بنام

ریاست آندھرا۔

مہر چند مہاجن سی جے، مکھرجیا، ایس آر داس، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان۔

مدراس الیکٹریٹی سپلائی انڈر ٹیکنگ (حصول) ایکٹ۔ (مدراس ایکٹ XLIII بابت 1949) میں کوئی اندراج نہیں۔

مدراس الیکٹریٹی سپلائی انڈر ٹیکنگ (حصول) ایکٹ (مدراس ایکٹ XLIII بابت 1949) میں مقتنہ کی قانون سازی کی اہلیت سے باہر تھا کیونکہ حکومت بھارت ایکٹ 1935 کے ساتویں شیڈول کی تین فہرستوں میں سے کسی میں بھی کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کے لازمی حصول سے متعلق کوئی اندراج نہیں تھا حالانکہ دفعہ 299 (2) میں واضح طور پر ایک ایسے قانون پر غور کیا گیا تھا جو تجارتی یا صنعتی ادارے کے عوامی مقاصد کے لیے لازمی حصول کا اختیار دیتا ہے۔

ریاست بہار بنام مہاراجادھی راجاسرکامیشور سنگھ (1952 ایس سی آر 889) کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 72 بابت 1952۔

1951 کی سول متفرقہ پٹیشن نمبر 4697 بابت 1951 میں مدراس عدالت عالیہ آف جوڈیکلچر (راجنار چیف

جسٹس اورستین نارائن راؤ جے) کے 27 اپریل کے فیصلے اور حکم کے خلاف بھارت کا آئین کے آرٹیکل 132 (1) اور

133 (1) (ب) کے تحت اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایم کے نمبیار (پوسٹیو مدھوراؤ، بشمول)۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایم شیشا چلیپتی۔

مداخلت کے لئے (ریاست مدراس) وی کے چاری مدراس کے ایڈوکیٹ جنرل (پورس اے مہتا اور وی راگھون، بشمول)

10 فروری 1954۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس داس کے ذریعے سنایا گیا تھا۔ یہ اپیل جو جو 27 اپریل 1951 کو مدراس عدالت عالیہ کی بنچ کے ذریعے سی ایم پی نمبر 4697 بابت 1951 میں دیے گئے ایک فیصلے سے پیدا ہوئی ہے، جو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت سرشری یا دیگر مناسب رٹ جاری کرنے کے لئے ریکارڈ کی طلبی اور مدراس ایکٹ XLIII بابت 1949 کی دفعہ 4(1) کے تحت منظور کیے گئے حکومت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے دائر کی گئی تھی، جس میں اپیل کنندہ کمپنی کو حکومت میں شامل کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

اپیل کنندہ کمپنی 1924 میں بھارتی کمپنیز ایکٹ کے تحت تشکیل دی گئی اور رجسٹرڈ کی گئی جس کا مقصد، دیگر باتوں کے ساتھ، راجندری میں عوام کو برقی توانائی پیدا کرنا اور فراہم کرنا تھا۔ 1949 میں مدراس مقننہ نے مدراس الیکٹریٹی سپلائی انڈرٹیکنگ (حصول) ایکٹ، 1949 منظور کیا۔ اس ایکٹ کو 18 جنوری 1950 کو گورنر جنرل کی منظوری ملی اور اسے 24 جنوری 1950 کو سرکاری گزٹ میں شائع کیا گیا۔ 26 جنوری 1950 کو بھارت کا آئین کے نافذ ہونے پر، یہ ایکٹ صدر کو ان کی تصدیق کے لیے پیش کیا گیا اور 12 اپریل 1950 کو صدر نے تصدیق کی کہ اس ایکٹ پر کسی بھی عدالت میں اس بنیاد پر سوال نہیں اٹھایا جانا چاہیے کہ یہ تو ضیعات آرٹیکل 31 کی شق (2) کی خلاف ورزی کرتا ہے یا یہ حکومت بھارت ایکٹ 1935 کے تو ضیعات کی دفعہ 299 کی ذیلی دفعہ (2) کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ 2 ستمبر 1950 کو تحریری طور پر دیے گئے ایک حکم نامے کے ذریعے، حکومت مدراس نے ایکٹ کی دفعہ 4(1) کے تحت عمل کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اپیل کنندہ کمپنی کی ذمہ داری اس میں متعین تاریخ کو حکومت کے پاس ہونی چاہیے۔ دفعہ 4(1) کی شق کے تحت حکومت نے وقتاً فوقتاً ذمہ داری کی تاریخ ملتوی کر دی اور 2 اپریل 1951، اس طرح کی ویسٹنگ کے لیے فقرہ کردہ آخری توسیعی تاریخ تھی۔ 29 مارچ 1951 کو اپیل کنندہ کمپنی نے حکومت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آرٹیکل 226 کے تحت 1951 کا سی ایم پی نمبر 4697 دائر کی۔

عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کنندہ کے دلائل میں مختصر طور پر کہا گیا ہے کہ یہ ایکٹ اس لحاظ سے غیر موثر تھا کہ (1) اسے نافذ کرنا مدراس مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت سے باہر تھا، (2) اسے کسی عوامی مقصد کو پورا کرنے کے لیے نافذ نہیں کیا گیا تھا، اور (3) فراہم کردہ معاوضہ فریب تھا۔ عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کمپنی کے مذکورہ بالا ہر ایک تنازعہ کو رد کر دیا۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ یہ قانون سازی حکومت بھارت ایکٹ 1935 کے ساتویں شیڈول میں باہمی

فہرست کے اندراج 31 کے تحت بجلی کے حوالے سے تھی، اور فہرست 1 میں اندراج 33 کے تحت کارپوریشنوں کے حوالے سے قانون سازی نہیں تھی جیسا کہ اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا تھا اور اس لیے مدراس مقننہ اسے نافذ کرنے کا مجاز تھا۔ اس نے مزید کہا کہ ایکٹ کو صدر کا سٹوفکیٹ موصول ہونے کے بعد عوامی مقصد کی مبینہ عدم موجودگی یا معاوضے کی خیالی نوعیت کی بنیاد پر چیلنج کو ختم کر دیا گیا تھا اور اسے اٹھایا نہیں جاسکتا تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کی کچھ دفعات اور قاعدہ 19 (2) غلط ہیں اور اس کے تابع اپیل کنندہ کمپنی کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کمپنی کو اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت دے دی۔ اپیل اب ہمارے سامنے سماعت کے لیے آئی ہے۔

اپیل کی حمایت میں پیش ہونے والے ماہر وکیل نے ہمارے سامنے عوامی مقصد کی عدم موجودگی یا ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ معاوضے کی خیالی نوعیت کے بارے میں عدالت عالیہ میں اٹھائے گئے دلیل پرزور نہیں دیا ہے۔ انہوں نے اپنی عرضیاں اس قانون سازی کو نافذ کرنے کے لیے مدراس مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت کے سوال تک محدود کر دی ہیں۔ عدالت عالیہ میں مقابلہ اس سوال پر مرکوز تھا کہ آیا یہ ایکٹ باہمی فہرست کے اندراج 31 کے تحت بجلی کے حوالے سے قانون تھا یا فہرست 1 میں اندراج 33 کے تحت کارپوریشنوں کے حوالے سے۔ عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ یہ ایکٹ بنیادی طور پر بجلی کے حوالے سے قانون تھا اور اس لیے یہ صوبائی مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت کے اندر تھا۔ ہمارے سامنے اپنے دلائل میں قابل وکیل نے دلیل دی کہ یہ قانون عملی طور پر ایک برقی ادارے کے حصول کے لیے ہے اور اس طرح یہ غیر موثر ہے کیونکہ (ا) برقی ادارے کا حصول حکومت بھارت ایکٹ 1935 کے ساتویں شیڈول کی تین فہرستوں میں سے کسی میں بھی قانون سازی کی چیز نہیں تھی، اور (ب) جہاں تک یہ کارپوریشن کے برقی ادارے کے حصول سے متعلق ہے، یہ فہرست 1 میں اندراج 33 کے تحت کارپوریشنوں کے حوالے سے ایک قانون ہے۔

ہماری رائے میں اس اپیل کو اوپر بیان کردہ دو بنیادوں میں سے پہلی بنیاد پر نمٹایا جاسکتا ہے۔

ایکٹ کی طرف رخ کرتے ہوئے یہ دیکھا جائے گا کہ ایکٹ کا طویل عنوان "صوبہ مدراس میں بجلی کی فراہمی کرنے والے اداروں کے حصول کے لیے التزام کرنے والا ایکٹ ہے۔" تمہید صوبہ مدراس میں بجلی کی فراہمی میں مصروف اداروں کے حصول کے لیے "پروویژن" کرنے کی سہولت بیان کی گئی ہے۔ "سیکشن 1 ایکٹ کا مختصر عنوان، وسعت اور آغاز دیتا ہے۔ سیکشن 2 ایک تعریف کا سیکشن ہے۔ سیکشن 3 میں کہا گیا ہے کہ یہ ایکٹ لائسنس یافتگان کے تمام اداروں پر لاگو ہوگا جس میں مذکور کچھ ادارے بھی شامل ہیں۔ دفعہ 4 حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ تحریری طور پر ایک حکم

دیکر کسی بھی ادارے کو اپنے قبضے میں لے لے۔ جس میں یہ اعلان کیا جائے کہ اس طرح کے ادارے ایک مخصوص تاریخ کو حکومت کے پاس ہوگی۔ دفعہ 5 ایسے لائسنس یافتہ کو معاوضے کی ادائیگی فراہم کرتا ہے جو مقامی اتھارٹی نہیں ہے۔ یہ دفعہ لائسنس یافتہ کو اس میں بیان کردہ تین بنیادوں میں سے کسی ایک پر معاوضے کا دعویٰ کرنے کا حق انتخاب دیتا ہے۔ دفعہ 6 قابل ادائیگی معاوضے سے متعلق ہے جہاں لائسنس یافتہ مقامی اتھارٹی ہے۔ دفعہ 7 ان جائیدادوں یا اثاثوں کی وضاحت کرتا ہے جو معاوضے کے طور پر کسی نہ کسی بنیاد پر دعویٰ کرنے کے مطابق ہوگی۔ دفعہ 8 میں ایک واحد نمائندے کی تقرری کے لئے فراہم کرتا ہے جو لائسنس یافتہ کے واحد اور تسلیم شدہ نمائندے کے طور پر کام کرنے اور لائسنس یافتہ کی جانب سے اس کے بعد بیان کردہ افعال انجام دے سکے۔ معاوضے کی بنیاد کا انتخاب دفعہ 9 کے تحت ایک ماہ کے اندر کیا جانا ہے اور حکومت کو ایک بار مطلع کرنے کے بعد اس طرح کا انتخاب حکومت کی رضامندی کے علاوہ نظر ثانی کے لیے کھلا نہیں ہے۔ دفعہ 10 حکومت کو اختیار دیتی ہے، اگر لائسنس یافتہ نے عام واقعات کے علاوہ کسی بھی اثاثے کو ٹھکانے لگا دیا ہے جس کی وجہ سے حکومت کو جانشین مالکان کی حیثیت سے نقصان ہوتا ہے، تو وہ لائسنس یافتہ کو ادا کیے جانے والے معاوضے میں سے وہ رقم کاٹ سکتا ہے جسے وہ اپنے نقصان کے طور پر سمجھتے ہیں۔

دفعہ 11 میں مختلف کٹوتیاں تجویز کی گئی ہیں جو حکومت ایکٹ کے تحت قابل ادائیگی معاوضے سے کرنے کی حقدار ہوگی۔ معاوضے کی ادائیگی یا جمع کرنے کا طریقہ دفعہ 12 میں بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ 13 حکومت کو ادائیگی کے لیے مقرر کردہ وقت سے پہلے کسی بھی وقت ویسٹنگ کی تاریخ پر تمام قرضوں، ڈبپنچرز، رہن اور اسی طرح کے بقایا جات کی ادائیگی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ دفعہ 14 ثالثی کا دفعہ ہے۔ دفعہ

15 میں بیجنگ ایجنسی کو ختم کرنے کا التزام ہے۔ دفعہ 16 حکومت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ لائسنس یافتہ کے عملے میں کسی بھی شخص کی خدمات ویسٹنگ کی تاریخ سے فوراً پہلے ختم کر دے۔ سیکشن 17 تمام لائسنس یافتہ افراد سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام اثاثوں کی مکمل انویسٹری تیار کریں اور حکومت کے حوالے کریں۔ دفعہ 18 لائسنس یافتہ کے قبضے میں کسی بھی زمین یا احاطے پر حکومت یا حکومت کی طرف سے مجاز کسی بھی افسر کو داخلے کا اختیار دیتی ہے۔ دفعہ 19 میں مختلف کوتاہی کے لیے جرمانے کا تعین کیا گیا ہے۔ دفعہ 20 کمپنی کے بعض افسران کو کمپنی کے ذریعے کیے گئے جرم کا ذمہ دار بناتی ہے۔ دفعہ 21 ایکٹ کے تحت بنائے گئے کسی بھی قائدے یا حکم کے تحت نیک نیتی سے کئے گئے کسی بھی مقدمے یا استغیاثہ کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ دفعہ 22 حکومت کو اصول سازی کا اختیار دیتی ہے۔ دفعہ 23 میں یہ کہا گیا ہے کہ بعض ایکٹ کے توضیحات جہاں اب تک اس ایکٹ کی توضیحات سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں، ان کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ دفعہ 24

حکومت کو کسی بھی مشکل کو دور کرنے کے مقصد سے کچھ بھی کرنے کا اختیار دیتی ہے جو انہیں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا خلاصہ سے یہ محسوس کیا جائے گا کہ ایکٹ کا مقصد توانائی پیدا کرنے یا منتقل کرنے یا برقی توانائی کی فراہمی کے لیے لائسنس دینے یا کاموں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی التزام کرنا نہیں ہے جیسا کہ بجلی سے متعلق قانون میں ملنے کی توقع کی جاتی ہے اور نہ ہی ایکٹ کا مقصد تجارتی کارپوریشنوں کو شامل کرنے، ریگولیشن یا ختم کرنے کے لیے کوئی التزام کرنا ہے۔ اس کے برعکس، طویل عنوان، تمہید اور دفعات سے یہ بہت واضح ہے کہ یہ بنیادی طور پر برقی اداروں کے حصول کے لیے فراہم کردہ قانون کے سوا کچھ نہیں ہے۔

حکومت بھارت ایکٹ، 1935 کی دفعہ 299(2) میں کہا گیا ہے کہ نہ تو وفاقی اور نہ ہی صوبائی مقننہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی زمین یا کسی تجارتی یا صنعتی ادارے یا کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کی ملکیت والی کمپنی میں یا اس میں کسی بھی مفاد کے عوامی مقاصد کے لیے لازمی حصول کی اجازت دینے والا کوئی قانون بنائے جب تک کہ قانون حاصل کردہ جائیداد کے معاوضے کی ادائیگی کے لیے فراہم نہ کرے۔ جائیداد کا لازمی حصول بلاشبہ ریاست کا ایک اہم خود مختار حق ہے لیکن اس حق کو قانون کے تحت استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ریاست کے قانون سازی کے اختیارات کو دفعات 99 اور 100 کے ذریعے وفاقی مقننہ اور صوبائی مقننہ کے درمیان اسی طریقے سے تقسیم کیا گیا تھا جس طرح ایکٹ کے ساتویں گوشوارہ میں بیان کردہ متعدد فہرستوں میں فراہم کیا گیا تھا۔ فہرست II میں اندراج 9 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 100 نے صوبائی مقننہ کو زمین کے لازمی حصول کے حوالے سے قانون بنانے کا اختیار دیا۔ کسی بھی تجارتی یا صنعتی ادارے کے لازمی حصول سے متعلق تینوں فہرستوں میں سے کسی میں بھی کوئی اندراج نہیں تھا، حالانکہ دفعہ 299(2) میں واضح طور پر ایک ایسے قانون پر غور کیا گیا ہے جو تجارتی یا صنعتی ادارے کو عوامی مقاصد کے لیے لازمی حصول کا اختیار دیتا ہے۔ کسی ایسے تجارتی یا صنعتی ادارے کا حصول جو تین قانون ساز فہرستوں میں سے کسی میں بھی کسی اندراج کا موضوع نہ ہو، نہ تو وفاقی مقننہ اور نہ ہی صوبائی مقننہ کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کے لازمی حصول کے حوالے سے کوئی قانون نافذ کر سکتا ہے۔ تاہم، دفعہ 104 کے تحت، گورنر جنرل، اپنی انفرادی صوابدید پر، عوامی نوٹیفیکیشن کے ذریعے، وفاقی مقننہ یا صوبائی مقننہ کو کسی بھی ایسے معاملے کے حوالے سے قانون بنانے کا اختیار دے سکتا ہے جو ایکٹ کے ساتویں گوشوارہ میں کسی بھی فہرست میں درج نہیں ہے۔ لہذا یہ واضح ہے کہ اگرچہ پارلیمنٹ نے واضح طور پر صوبائی مقننہ کو زمین کے لازمی

حصول کے حوالے سے قانون بنانے کا اختیار سونپا تھا لیکن اس نے فوری طور پر وفاقی مقننہ یا صوبائی مقننہ کو کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کے لازمی حصول کے حوالے سے قانون بنانے کا کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اسے گورنر جنرل کی صوابدید پر چھوڑ

دیا کہ وہ کسی بھی مقننہ کو ایسا قانون بنانے کا اختیار دے۔ ایسی کوئی تجویز نہیں ہے کہ گورنر جنرل نے دفعہ 104 کے تحت اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مدراس مقننہ کو متنازعہ ایکٹ نافذ کرنے کا اختیار دیا تھا اور اس لیے یہ ایکٹ، پہلی نظر میں، مدراس مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت سے باہر تھا۔

مدراس کے قابل ایڈوکیٹ جنرل زور دیتے ہیں کہ گورنر جنرل نے 1935 کے ساتویں گوشوارہ میں قانون سازی کی فہرستوں میں ہر اندراج میں مضمحل تھا، جو ہر اندراج کے موضوع کے ذیلی یا اتفاقی معاملے کے حوالے سے قانون بنانے کا ایک موروثی اختیار ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ فہرست میں ہر اندراج کے ساتھ اس طرح کے اندراج کے تحت قانون بناتے وقت کسی بھی جائیداد، زمین یا کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کے لازمی حصول کی فراہمی کا ایک موروثی اختیار ہوتا ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ ہر مقننہ کے مناسب فہرست کے ذریعے اسے تفویض کردہ مختلف مضامین کے حوالے سے قوانین بنانے کے اختیارات کو وسیع اور مکمل سمجھا جانا تھا اور اس طرح کے موضوع سے متعلق یا اس سے منسلک معاملات کا احاطہ بھی کیا جانا تھا، لیکن اس کے باوجود، ایکٹ کی توضیحات سے یہ واضح ہے کہ لازمی حصول کے لیے قانون بنانے کا اختیار، فہرست II میں اندراج 9 کے تحت، صرف صوبائی مقننہ کو دیا گیا تھا اور یہ کہ صوبائی مقننہ کا ایسا اختیار، اس اندراج کے تحت، صرف زمین کے لازمی حصول کے لیے قانون بنانے تک محدود تھا اور یہ کہ جب تک کہ گورنر جنرل دفعہ کے تحت کوئی حکم نہ دے۔ قانون کی دفعہ 104 کے مطابق صوبائی قانون سازوں کو زمین کے علاوہ کسی اور جائیداد کے لازمی حصول کے لیے قانون بنانے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور یہ کہ وفاقی مقننہ کو کسی بھی جائیداد کے لازمی حصول کے حوالے سے کوئی قانون بنانے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اگر قابل ایڈوکیٹ جنرل کی دلیل درست تھی تو فہرست II میں اندراج 9 مکمل طور پر غیر ضروری تھا کیونکہ فہرست II میں اندراج 21 کے تحت صوبائی مقننہ زمین کے لازمی حصول کے لیے قانون بنا سکتے تھے۔ اسی طرح کی دلیل کو اس عدالت نے ریاست بہار بنام مہاراجا دھرم راجا سرکا مشور سنگھ () میں مسترد کر دیا تھا۔ اس معاملے کو گورنر جنرل نے 1935 کے دفعہ 127 کی توضیحات کے ذریعے کسی شک شبہ یا تنازعہ سے بالاتر رکھا گیا ہے، جس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اگر وفاقی حکومت کسی ایسے معاملے سے متعلق کسی بھی مقصد کے لیے کسی صوبے میں واقع کسی بھی زمین کو حاصل کرنا ضروری سمجھتی ہے جس کے حوالے سے وفاقی مقننہ کو قوانین بنانے کا اختیار تھا، تو وہ صوبے سے وفاق کی جانب سے اور اس کی قیمت پر زمین حاصل کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگر وفاقی مقننہ کو کسی ایسے معاملے سے منسلک کسی بھی مقصد کے لیے کسی جائیداد کے حصول کے لیے قانون بنانے کا اختیار حاصل ہوتا جس کے حوالے سے اسے قانون بنانے کا اختیار حاصل ہوتا، تو دفعہ 127 بالکل بھی ضروری نہیں ہوتا۔ کسی بھی مقننہ کو کسی تجارتی یا صنعتی ادارے کے

لازمی حصول کے حوالے سے قوانین بنانے کا اختیار دینے والے کسی اندراج کی عدم موجودگی اور دفعہ 127 کے توضیحات جن کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے، یہ واضح طور پر واضح کرتی ہیں کہ ماہر ایڈوکیٹ جنرل کی طرف سے درخواست کردہ تنازعات کو ممکنہ طور پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ اس لیے ہماری رائے میں یہ ماننا ضروری ہے کہ مدراس مقننہ کے پاس تنازعہ قانون کو نافذ کرنے کی کوئی قانون سازی کی اہلیت نہیں تھی۔ یہ اس اپیل کو نمٹانے کے لیے کافی ہے اور درج ذیل عدالت میں اٹھائے گئے دیگر نکات پر کسی رائے کا اظہار کرنا ضروری نہیں ہے۔

اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ اس اپیل کو عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ اس عدالت دونوں میں اخراجات کے ساتھ منظور کیا جانا چاہیے۔۔۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔

اپیل کنندہ کے لئے ایجنٹ: ایم۔ ایس۔ کے۔ آئینگر۔

جواب دہندہ کے لئے ایجنٹ: آر۔ ایچ۔ دھیر۔

مداخلت کرنے کے لئے ایجنٹ: آر۔ ایچ۔ دھیر۔